ترجمہ: فِی بَیَانِ الرِّشْوَۃِ وَأَقْسَامِہَا لِلْقَاضِی وَغَیْرِہٖ

بنام

رشوت
اقسام اور احکام

تألیف

الشیخ المحقق إبراھیم بن نجیم المصری الحنفی

(المتوفی ۹۷۰ھ)

ترجمہ وتحشیہ

ڈاکٹر حامد علی علیمی

(فاضل جامعہ علیمیہ وریسرچ اسکالر جامعہ کراچی)

جمعیت اشاعت اہلسنت پاکستان

نور مسجد کاغذی بازار کراچی ۷۴۰۰۰
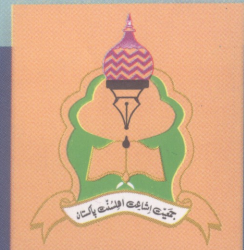
ترجمہ

فِي بَيَانِ الرِّشْوَةِ وَأَقْسَامِهَا لِلْقَاضِي وَغَيْرِهِ

بنام

رشوت

اَقسام اور اَحکام

تالیف

للشيخ المُحقِّق إبراهيم بن نُجيم المصري الحنفي رحمۃ اللہ علیہ

(المتوفیٰ ۹۷۰ھ)

ترجمہ وتحشیہ

ڈاکٹر حامد علی علیمی

(فاضل جامعہ علیمیہ وریسرچ اسکالر جامعہ کراچی)

ناشر

جمعیت اِشاعت اہلسنت (پاکستان)

نور مسجد، کاغذی بازار میٹھادر، کراچی، فون: ۳۲۴۳۹۷۹۹

نام کتاب: فِي بَيَانِ الرِّشْوَةِ وَأَقْسَامِهَا لِلْقَاضِي وَغَيْرِهِ

مؤلّف: شیخ محقّق ابرہیم بن نجیم مصری حنفی رحمۃ اللہ علیہ

ترجمہ وتحشیہ: ڈاکٹر حامد علی علیمی

التقدیم: مفتی محمد عطاء اللہ نعیمی (دامت فیوضاتہ العالیۃ)

سن اشاعت: جمادی الاولیٰ ۱۴۳۶ھ / مارچ ۲۰۱۵ء

سلسلۂ اشاعت: ۲۵۱

تعدادِ اشاعت: ۴۲۰۰

ناشر: جمعیّت اشاعت اہلسنّت (پاکستان)

نور مسجد، کاغذی بازار میٹھادر، کراچی

فون: ۳۲۴۳۹۷۹۹

خوشخبری: یہ کتاب اس ویب سائٹ پر بھی ہے:

www.ishaateislam.net

فہرستِ مضامین

تقدیم

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

أَمَّا بَعْدُ: المیہ یہ ہے کہ عوام الناس کی ایک بھاری اکثریت نے حرام کو ”حرام“ سمجھنا چھوڑ دیا ہے، ان حرام اُمور میں سے ایک رشوت بھی ہے، لوگ جس سیٹ یا جس عہدہ پر متمکن ہوتے ہیں، اُس کی اُن کو تنخواہ ملتی ہے اور ساتھ ہی اس عہدہ کی مراعات سے بھی خوب مستفیض ہو رہے ہوتے ہیں اور جس کام کے لئے اُن کی تعیناتی ہوئی وہی کام کرانے لوگ جب اُن کے پاس جاتے ہیں تو کچھ دیئے بغیر اُن کا کام ہونا بہت مشکل ہوتا ہے، کوئی تو برملا مانگ لیتا ہے، کوئی اُسے چائے پانی کا نام دیتا ہے، جب اُن کو کہا جائے تو کہتے ہیں یہ ہمارا حق ہے، اب سوال یہ ہے کہ اگر یہی تمہارا حق تو حکومت کی طرف سے تمہیں جو ملتا ہے وہ کیا ہے، اُس کا اُن کے پاس کوئی جواب نہیں ہوتا۔

یہ رسالہ اسی موضوع پر تحریر کیا گیا ہے جسے صاحب بحر الرائق علامہ ابن نجیم حنفی متوفی ۹۷۰ھ نے تحریر کیا جس کا ہمارے فاضل دوست ڈاکٹر حامد علیمی صاحب نے اردو زبان میں ترجمہ کیا اور اس پر حواشی تحریر کئے۔

جمعیت اشاعت اہلسنّت (پاکستان) اس رسالہ کو اپنی سلسلہ اشاعت کے ۲۵۱ ویں نمبر پر شائع کرنے کا اہتمام کر رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ جمعیت کے تمام اراکین اور مترجم کو اپنے فضل و کرم سے دونوں جہاں کی بھلائیاں عطا کرے، ہم سب کو مل کر اسی طرح خوب دین متین کی خدمت کی توفیق عطا فرمائے۔

آمین بجاہ النبی الامین ﷺ

محمد عطاء اللہ نعیمی

(خادم دار الحدیث و الافتاء، جامعۃ النور، کراچی)

انتساب

اِس کاوش کو اُس عظیم ہستی کے نام کرتا ہوں، جو ”برکت المصطفیٰ فی الہند“ یعنی: مصطفیٰ کریم ﷺ کی برکت ہیں، جنہوں نے علمِ حدیث کا نور ہندوستان میں پھیلایا، جنہیں مُحقّق علی الاطلاق اور مُحدّثِ دہلوی کہا جاتا ہے، یعنی: ”امام شاہ عبد الحق مُحدّثِ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ“ جن کی کتب بھی اہلِ ایمان ومحبت کی آنکھوں کی ٹھنڈک اور دل کا چین ہیں۔ اللہ تعالیٰ اُن کی برکاتِ علم سے ہمیں بھی اِک ذرہ عطا کرے۔

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ وَلَا تُحْرِمْنَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ
عَنْ زِيَارَةِ وَجْهِكَ الْكَرِيْمِ بِجَاهِ الرَّءُوْفِ الرَّحِيْمِ
عَلَيْهِ اَفْضَلُ الصَّلَوَاتِ وَالتَّسْلِيْم آمین۔

حامد علی علیمی، کراچی
ستمبر، ۲۰۱۴ء

مُؤلِّف کا تعارف ایک نظر میں

نام ونسب: زین الدین (یازین العابدین) ابراہیم بن محمد بن محمد بن ابی بکر معروف بہ ابنِ نُجیم مصری رحمۃ اللہ علیہ۔

ولادت: آپ کی ولادت ۹۲۶ ہجری (۱۵۲۰ء) میں مصر میں ہوئی۔ اس وقت مصر میں عثمانیوں کی خلافت آچکی تھی۔

تعلیم وتربیت: دیگر بچوں کی طرح آپ رحمۃ اللہ علیہ نے بھی مدرسہ میں حفظِ قرآن اور علومِ عربیہ کی تعلیم حاصل کرنے کے لیے داخلہ لیا۔ خُداداد صلاحیت اور ذہانت کی وجہ سے اپنے ہم سبق بچوں میں نمایاں مقام حاصل کیا۔ اساتذۂ کرام نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی فقہِ حنفی اور اُس کے اُصول کی معرفت میں ذہانت واجتہاد کو قدر کی نگاہ سے دیکھا اور انہیں مزید نکھارا۔ اس کے ساتھ ساتھ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو تصوّف کی تعلیم بھی دی۔ جوانی کے آغاز میں ہی مشائخ کرام نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو تدریس وافتاء کی اجازات عطا کر دی تھیں۔

اساتذہ: ابنِ نُجیم مصری رحمۃ اللہ علیہ نے جن ماہر اساتذہ کے زیرِ سایہ تربیت پائی ان میں سے چند کے اسماءِ گرامی یہ ہیں: شیخ امین الدین محمد بن عبد العال حنفی، صاحبِ فتح القدیر کے شاگرد علامہ شیخ قاسم بن قطلوبغا، شیخ ابو الفیض برہان کرکی سلمی، شیخ شرف الدین بلقینی اور شیخ شہاب الدین شلبی رحمہم اللہ تعالیٰ۔

تلامذہ: آپ رحمۃ اللہ علیہ سے ایک عالم نے فیض پایا، ان فیض یافتہ گان میں سے چند مشہور ومعروف اہلِ علم کے اسماء گرامی لکھے جاتے ہیں: آپ کے بھائی عمر بن نجیم مصری صاحبِ "النہر الفائق" شرح "کنز الدقائق"، محمد العلمی سبط ابن ابی شریف مقدسی اور محمد غزی تمرتاشی صاحبِ "تنویر الابصار"، رحمہم اللہ تعالیٰ وغیرہ۔

کُتب وتصانیف: درس وتدریس کے علاوہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے کئی کُتب وتصانیف بھی یادگار چھوڑی ہیں، اللہ تعالیٰ نے آپ کی کُتب کو قبولِ عام بخشا اور علماءِ احناف آج تک ان سے استفادہ کررہے ہیں، ان میں چند کا ذکر کیا جاتا ہے:

۱۔ **"البحر الرائق فی شرح کنز الدقائق":** یہ کنز الدقائق کی معروف ومعتبر شروحات میں سے ہے، حضرت نے کتاب الاجارۃ تک شرح لکھی تھی کہ داعیٔ اجل کی طرف سے بلاوا آگیا، اس کے بعد علامہ طوری رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی بقیہ شرح تکملہ کے طور پر لکھی۔ یہ مطبوع اور علماء میں متداول ہے۔

۲۔ **"الاشباہ والنظائر":** یہ فقہِ حنفی کے اُصول وقواعد پر ایک معرکۃ الآراء کتاب ہے، کہا جاتا ہے کہ محقِّق بحر نے یہ کتاب علامہ جلال الدین سیوطی شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب الاشباہ والنظائر (فقہ شافعی) سے متاثر ہوکر لکھی تھی۔ اس کتاب کو بھی عظیم الشان شہرت ملی کہ آج تک مدارس میں پڑھائی جاتی ہے۔ علماء نے اس کی کئی شروحات لکھی ہیں، جن میں مشہور علامہ احمد حموی رحمۃ اللہ علیہ کی "غمز عیون البصائر" ہے، یہ بھی مطبوع ہے۔

۳۔ **"فتح الغفار بشرح المنار":** امام نسفی کی کتاب کی عمدہ شرح ہے، اس کو "مشکاۃ الانوار فی اصول المنار" بھی کہا جاتا ہے، یہ بھی مطبوع ہے۔

۴۔ **الفتاویٰ الزینیۃ:** آپ رحمۃ اللہ علیہ کا مجموعہ ہائے فتاویٰ، یہ بھی مطبوع ہے۔

۵۔ **"الرسائل الزینیۃ فی مذھب الحنفیۃ":** یہ "رسائلِ ابن نُجیم" کے نام سے بھی جانے جاتے ہیں، یہ بھی طبع ہوچکے ہیں۔ اس میں مختلف الموضوعات اکتالیس علمی وتحقیقی رسائل ہیں۔ جن کے نام یہ ہیں:

۱۔ الخیر الباقي في جواز الوضوء من الفساقي

٢- في ذكر الأفعال التي تُفعل في الصلاة على وجه الفروض على قواعد المذاهب الأربعة

٣- القول النقي في الرد على المفتري الشقي

٤- المسألة الخاصة في مسألة الوكالة العامة

٥- رفع الغشا عن وقتي العصر والعشا

٦- التحفة المرضية في الأراضي المصرية

٧- في الطلاق المعلق هل هو رجعي أو بائن

٨- في طلب اليمين بعد حكم المالكي والإبراء العام

٩- تحرير المقال في مسألة الاستبدال

١٠- فيما ضبطه أهل النقل في خبر الفصل

١١- في بيان الرشوة وأقسامها للقاضي وغيره (اس کا ترجمہ آپ کے ہاتھوں میں ہے)

١٢- في الكنائس المصرية

١٣- في إقامة القاضي التعزير على المفسد

١٤- في دخول أولاد البنات تحت لفظ "الولد" و"الأولاد"

١٥- في بيان ما يسقط من الحقوق بالإسقاط وما لا يسقط

١٦- في حكم الإقطاعات الديوانية

١٧- من يتولى الحكم بعد موت الباشاه

١٨- في السفينة إذا غرقت أو انكسرت هل يضمن أو لا؟

١٩- في وقف ملك الأمراء خاير بك

٢٠- في مكاتيب الأوقاف وبطلانها

٢١- في وقف الغوري في المشيخة

٢٢- في صورة وقفية اختلفت الأجوبة فيها

٢٣- الرسالة التى استقر عليها الحال ثانياً

٢٤- في نكاح الفضولي هل هو صحيح أم لا؟

۲۵۔ في شراء جارية تركية، وفي ما يقبل فيه الشهادة حسبة

۲۶۔ في متروك التسمية عمداً

۲۷۔ في تعليق طلاق المرأتين بتطليق الأخرى

۲۸۔ في مدرس حنفي وطلبته

۲۹۔ في صورة دعوى الاستبدال

۳۰۔ صورة دعوى فسخ الإجارة الطويلة

۳۱۔ الحكم بالموجب أو بالصحة

۳۲۔ في صورة بيع الوقف لا على وجه الاستبدال

۳۳۔ في بيان الكبائر والصغائر من الذنوب (اس کا ترجمہ ادارے نے شائع کیا ہے)

۳٤۔ في الاستصحاب وما تفرع عليه من المسائل الفقهية

۳۵۔ في النذر بالتصدق

۳۶۔ في الحكم بلا تقدم دعوى وخصومة

۳۷۔ ما يبطل دعوى المدّعي من قول أو فعل

۳۸۔ في مسألة الجبايات والراتبات والمعشرات الديوانية

۳۹۔ في الدعاوي المرتّبة على أبواب الفقه

٤۰۔ في حدود الفقه

٤۱۔ فيما يسقط من الحقوق بالإسقاط وفيما لا يسقط

تنبیہ: رسالہ نمبر پندرہ اور اکتالیس کا عنوان ایک ہی ہے، لیکن مرتّب نے انہیں الگ الگ شمار کیا ہے، دراصل یہ ایک ہی رسالہ ہے جس کے مسائل دو متفرق حصوں میں تھے، جیسا کہ مراجعت سے معلوم ہوتا ہے، لہٰذا مرتب نے دونوں کو الگ الگ مستقل رسالہ شمار کیا اور فہارس میں بھی الگ شمار کیا، واللہ تعالیٰ اعلم۔

وفات: آپ رحمۃ اللہ علیہ کا وصال ۹۷۰ھ ہجری میں ہوا۔

عرضِ مترجم

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى خَاتَمِ النَّبِيِّيْنَ وَعَلٰى آلِهِ الطَّاهِرِيْنَ وَذُرِّيَّاتِهِ الطَّاهِرَاتِ وَصَحْبِهِ ذَوِي الْفَضْلِ وَالْكَرَامَاتِ اَجْمَعِيْنَ.

أَمَّا بَعْدُ:

رشوت سے متعلق بہت کچھ لکھا گیا اور لکھا جا رہا ہے، ہم ذیل میں رشوت سے متعلق چند کُتب و رسائل کے نام ذکر کرتے ہیں، تا کہ اس موضوع سے متعلق کُتب کی آگاہی ہو:

احکامِ رشوت پر کُتب و رسائل:

۱۔ **اَلْوَثِيْقُ مِنَ الْعُرْوَةِ فِي بَيَانِ أَقْسَامِ الرِّشْوَةِ:** یہ شیخ علامہ ابراہیم ابن حسین بن احمد بن محمد بن احمد بن بیری حنفی، مفتی مکہ رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۱۰۹۹ھ کا رسالہ ہے۔

۲۔ **تَحْقِيْقُ الْقَضِيَّةِ فِي الْفَرْقِ بَيْنَ الرِّشْوَةِ وَالْهَدِيَّةِ:** یہ شیخ عارف باللہ عبد الغنی بن اسماعیل بن عبد الغنی بن احمد بن ابراہیم نابلسی حنفی نقشبندی قادری رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۱۰۹۹ھ کا رسالہ ہے۔

۳۔ **فِي بَيَانِ الرِّشْوَةِ وَأَقْسَامِهَا لِلْقَاضِي وَغَيْرِهِ:** یہ علامہ مُحقّق ابن نُجیم مصری رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۹۷۰ھ کا رسالہ ہے۔ (جس کا ترجمہ آپ کے ہاتھوں میں ہے)

کتاب کا تعارف:

علامہ مُحقّق ابن نُجیم مصری رحمۃ اللہ علیہ کی یہ تحریر آپ رحمۃ اللہ علیہ کے مجموعہ ہائے رسائل بنام "رسائل ابن نجیم الاقتصادیۃ" دار السلام، مطبوعہ قاہرہ مصر (۱۴۲۰ھ/۱۹۹۹ء) میں

شامل ہے۔ ترتیب کے اعتبار سے اس کا نمبر ۱۱ ہے، جو صفحہ ۱۹۷ سے ۲۰۵ تک ہے۔ گزشتہ رمضان المبارک ۱۴۳۴ھ کی ایک شب شیخ الحدیث مفتی محمد عطاء اللہ نعیمی (دامت فیوضاتہ) کا فون آیا، آپ نے دورانِ گفتگو مذکورہ کتاب کا ذِکر کیا اور اس میں موجود دو رسائل کا اردو ترجمہ کرنے کی ترغیب دلائی۔ ایک تو یہی رشوت سے متعلق ہے جبکہ گناہوں سے متعلق ہے، الحمدللہ مؤخر الذکر کا ترجمہ بنام "گناہ کی اقسام اور اُن کے احکام" شائع ہو چکا۔

اس کے بعد رشوت والے رسالہ کا ترجمہ ۰۳ر جون، ۲۰۱۴ بروز پیر، بعد نماز عشاء توکلاً علی اللہ شروع کیا، جو بحمد اللہ تعالیٰ بمع کمپوزنگ واضافہ جات ۲۰ ر رمضان المبارک ۱۴۳۵ھ، بمطابق ۱۸ر جولائی، ۲۰۱۴ء بعدِ عشاء مکمل ہوا۔

چونکہ یہ رسالہ نہایت مختصر ہے، لٰہذا عوام الناس اور طلبۂ کرام کے لیے ہم نے بعض مباحث کا شروع میں اضافہ کیا ہے۔ نیز آج کے دور میں رشوت کی مختلف صورتوں کی نشاندہی بھی کی ہے۔ اضافی ابحاث "بہارِ شریعت" اور "فتاویٰ رضویہ" وغیرہ کُتبِ جلیلہ سے لی ہیں۔

ترجمہ کے وقت کیے گئے کام:

ترجمہ کرتے وقت جو کام کیے گئے وہ مندرجہ ذیل ہیں:

۱۔ محقِّق بحر علامہ ابراہیم بن نُجیم مصری حنفی رحمۃ اللہ علیہ کا تعارف پیش کیا گیا ہے۔

۲۔ حتیٰ المقدور ترجمہ کو آسان زبان میں پیش کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

۳۔ قرآنی آیات کا ترجمہ مشہور ترجمۂ قرآن "کنز الایمان" سے کیا گیا ہے۔

۴۔ حسبِ مناسب عنوانات قائم کر دیے ہیں، تاکہ قاری کی دلچسپی برقرار رہے۔

۵۔ "بہارِ شریعت" و "فتاویٰ رضویہ" سے مفید ابحاث کو شامل کیا ہے۔

۶۔ ابتدا میں رشوت کی تعریف، حکم وغیرہ کو بیان کیا ہے۔

۷۔ مقدمہ میں رشوت وہدیہ سے متعلق چند کُتب ورسائل کا ذکر کیا ہے۔

۸۔ یہ ترجمہ ایک تعارف، انتساب، مقدمہ اور فہرست موضوعات پر مشتمل ہے۔

الحمد للہ تعالیٰ اس ترجمہ کو پہلی مرتبہ شائع کرنے کی سعادت "جمعیت اِشاعتِ اہلسنت، پاکستان" کے حصہ میں آرہی ہے، جو اب تک دو سو پچاس مختلف نایاب اور مفید کُتب ورسائل شائع کر کے پاکستان بھر میں مفت تقسیم کر چکی ہے۔ یہ ترجمہ اسی سلسلے کی دو سو اکاونویں (۲۵۱) کڑی ہے، اللہ تعالیٰ اسے تا قیامِ قیامت جاری وساری رکھے اور ہمیں ان کے ساتھ اپنی اپنی حیثیت کے مطابق تعاون کرتے رہنے کی توفیق مرحمت فرمائے۔

الراجي إلى عفو ربه العميمي

حامد علي العليمي

جمادیٰ الاولیٰ/ ۱۴۳۶ھ / مارچ/ ۲۰۱۵ء کراچی

رشوت کی تعریف، احکام ومسائل

رشوت کی تعریف:

لغوی معنی:

لغت میں اس کا معنی: مزدوری (کمیشن) کے ہیں۔ اصل میں چوزہ جب اپنی ماں کی طرف اپنا سر اس لیے بڑھائے تاکہ وہ اسے چوگا دے، تو اسے عربی میں کہا جاتا ہے: "رَشَا الْفَرْخُ" یعنی: چوزے نے اپنی ماں کی طرف دانا کھانے کے لیے سر بڑھایا۔

اِصطلاحی معنی:

وہ مال وغیرہ جسے کوئی شخص کسی حاکم وغیرہ کو اس لیے دے، تاکہ وہ فیصلہ اُس کے حق میں دے دے، یا جو وہ چاہتا ہے اس کے بدلے اُس سے کروالے۔

رشوت اور ہدیہ میں فرق:

امام ابو نصر بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے "شرح قدوری" میں ذکر کیا ہے: رشوت اور ہدیہ میں فرق یہ ہے کہ آدمی رشوت اپنی مدد کروانے کے لیے دیتا ہے، جبکہ ہدیہ میں کوئی شرط نہیں ہوتی، اھ۔

قرآن میں رشوت کا حکم:

ارشاد ہوتا ہے:

۱۔ یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْكُلُوْۤا اَمْوَالَكُمْ بَیْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ. [النساء ۴: (۲۹)] ترجمہ: "اے ایمان والو! آپس میں ایک دوسرے کے مال ناحق نہ کھاؤ"۔

امام قاضی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "باطل" سے مراد وہ ہے جسے شریعت نے جائز نہ کیا ہو، جیسے غصب، سود اور جوا۔

۲۔ وَلَا تَأْكُلُوْا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ وَ تُدْلُوْا بِهَآ اِلَى الْحُكَّامِ لِتَاْكُلُوْا فَرِيْقًا مِّنْ اَمْوَالِ النَّاسِ بِالْاِثْمِ وَ اَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ○

ترجمہ: ”اور آپس میں ایک دوسرے کا مال ناحق نہ کھاؤ اور نہ حاکموں کے پاس ان کا مقدمہ اس لیے پہنچاؤ کہ لوگوں کا کچھ مال ناجائز طور پر کھالو جان بوجھ کر“۔ [البقرة ۲: (۱۸۸)]

امام بقاعی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: ﴿تُدْلُوْا بِهَآ﴾ کا معنی ہے کہ تم لوگ حکام کے پاس خفیہ مال بطور رشوت لے کر نہ جاؤ، کہ یہ رشوت بصیرت کو اندھا کر دینے والی ہے۔

امام شمس الائمہ حلوانی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: اِدْلَاءٌ کا معنی ہے: پانی نکالنے کے لیے پوشیدہ طور پر ڈول کنوئیں میں ڈالنا آتا ہے، گویا کہ رشوت دینے والا رشوت کا ڈول پوشیدہ طور پر حاکم کے پاس پہنچاتا ہے تاکہ وہ اس کے ظلم کے ذریعے سے مال کھا سکے، اھ۔

سُنت نبوی میں رشوت کا حکم:

حدیث: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اللہ کی لعنت رشوت دینے والے اور لینے والے اور ان کے دلال پر۔ اسے امام احمد رحمہ اللہ تعالیٰ نے ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا[۱]۔

حدیث: حضرت عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانہ میں ہدیہ، ہدیہ تھا اور اس زمانہ میں رشوت ہے۔

یعنی: حکام کو جو ہدیہ دیا جاتا ہے وہ رشوت ہے۔ (حصہ ۱۴: ص ۶۸، بحوالہ صحیح بخاری میں ہے)

حدیث: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”رشوت دینے والا اور لینے والا دونوں جہنم میں ہیں“[۲]۔

---

[۱] مسند احمد، ترجمہ حضرت ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ، دار الفکر بیروت، ج ۵، ص ۲۷۹۔

[۲] الترغیب والترہیب، ج ۳، ص ۱۸۰۔ مجمع الزوائد، باب فی الرشا، ج ۴، ص ۱۹۹۔ کنز العمال، رقم حدیث: ۱۵۰۷۷، ج ۶، ص ۱۱۳۔

فائدہ: یہ حکم اُس صورت میں ہے کہ دینے والا مستحق رہے گا، کسی کا حق چھپانا اور اپنا حق نکالنے کیلئے جو دیا جائے وہ رشوت ہے اور اپنے اوپر سے دفع ظلم کردیا جائے تو رشوت نہیں، ہاں ظالم کے حق میں وہ بھی رشوت ہے، واللہ تعالیٰ اعلم[۳]۔

حدیث: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جس قوم میں زنا ظاہر ہوگا، وہ قحط میں گرفتار ہوگی اور جس قوم میں رشوت کا ظہور ہوگا، وہ رُعب میں گرفتار ہوگی۔ (حصہ ۹ بحوالہ مسند احمد)

رشوت خور کے پیچھے نماز کا حکم:

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس میں کہ جو شخص رشوت لیتا ہے اسکے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے؟

جواب: رشوت لینا حرام، رشوت لینے والے کے پیچھے نماز سخت مکروہ ہے[۴]۔

رشوت لینے کا حکم:

سوال: از روئے شرع شریف کے رشوت لینا کیسا گناہ ہے اور رشوت لینے والا حاکم و قاضی و شاہد معتبر ہے یا غیر معتبر، اس کا فیصلہ کیا ہوا قابل تسلیم ہے یا نہیں؟

جواب: رشوت لینا مطلقاً گناہ کبیرہ ہے، لینے والا حرام خوار ہے، مستحقِ سخت عذاب نار ہے، دینا اگر بمجبوری اپنے اوپر سے دفعِ ظلم کو ہو تو حرج نہیں اور اپنا آتا وصول کرنے کو ہو تو حرام ہے اور لینے دینے والا دونوں جہنمی ہیں اور دوسرے کا حق دبانے یا اور کسی طرح ظلم کرنے کے لیے دے تو سخت تر حرام اور مستحق اشدِ غضب وانتقام ہے۔

---

[۳] فتاویٰ رضویہ، ج ۱۸، ص ۵۸۵۔۵۸۹۔

[۴] فتاویٰ رضویہ، ج ۶، ص ۴۵۴۔۴۵۵۔

فی وصایا "الهندیة" عن "فتاوی الإمام قاضیخان": أن بذل المال لاستخراج حق له علی أخر رشوة وإن بذل لدفع الظلم عن نفسه وماله لا یکون رشوة اھ[5]۔

ترجمہ: "فتاویٰ ہندیہ" کے وصایا میں امام قاضی خاں کے "فتاویٰ" سے منقول ہے کہ دوسرے پر اپنے حق کو حاصل کرنے کے لیے مال خرچ کرے تو رشوت ہے اور اگر اپنے پر ہونے والے ظلم یا اپنے مال پر ناجائز دخل کو ختم کرنے کے لیے مال خرچ کرے تو یہ رشوت نہ ہوگی۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: لَعَنَ اللهُ الرَّاشِيَ وَالْمُرْتَشِيَ وَالرَّائِشَ الَّذِيْ يَمْشِيْ بَيْنَهُمَا۔ رواہ الإمام أحمد عن ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ[6]۔

ترجمہ: "اللہ کی لعنت رشوت دینے والے اور لینے والے اور ان کے دلال پر۔ اسے امام احمد رحمہ اللہ تعالیٰ نے ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔

قاضی وشاہد کا مسئلہ جواب ششم وہفتم میں گزرا"، واللہ تعالیٰ اعلم[7]۔

رشوت دینے کی بعض جائز صورتیں:

ص٦٥٧: مسئلہ ٢٨: اگر جان مال آبرو کا اندیشہ ہے، ان کے بچانے کے لیے رشوت دیتا ہے یا کسی کے ذمہ اپنا حق ہے جو بغیر رشوت دیے وصول نہیں ہوگا اور یہ اس لیے رشوت دیتا ہے کہ میرا حق وصول ہو جائے یہ دینا جائز ہے، یعنی: دینے والا گنہگار نہیں

---

[5] الفتاویٰ الہندیہ، کتاب الوصایا، نورانی کتب خانہ پشاور، ج٦، ص١٥٠۔

[6] مسند احمد، ترجمہ حضرت ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ، دار الفکر بیروت، ج٥، ص٢٧٩۔

[7] فتاویٰ رضویہ، ج١٧، ص٦٤٩۔

مگر لینے والا ضرور گنہگار ہے اس کو لینا جائز نہیں۔

اسی طرح جن لوگوں سے زبان درازی کا اندیشہ ہو، جیسے بعض لچے شہدے ایسے ہوتے ہیں کہ سربازار کسی کو گالی دے دینا یا بے آبرو کر دینا ان کے نزدیک معمولی بات ہے، ایسوں کو اس لیے کچھ دے دینا تاکہ ایسی حرکتیں نہ کریں یا بعض شُعرا ایسے ہوتے ہیں کہ انھیں اگر نہ دیا جائے، تو مذمت میں قصیدے کہہ ڈالتے ہیں ان کو اپنی آبرو بچانے اور زبان بندی کے لیے کچھ دے دینا جائز ہے۔

رشوت کو اپنا حق سمجھنا کیسا ہے؟

"ملفوظاتِ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ" میں ہے:

"**عرض:** رشوت بھی اپنی خوشی سے دی جاتی ہے بلکہ چودھری نے تو مانگا اور مدعی نے اِنکار کیا۔ پھر جب چوہدری کا بہت اِصرار ہوا تو اُس نے سب دے دیئے جس سے معلوم ہوا کہ وہ ناخوش تھا اور یہ کہ خوشی سے دیتا ہوں جھوٹ تھا اور رشوت تو بغیرِ طلب خود دِی جاتی ہے پھر یہ کیوں جائز ہوا؟ اور وہ تو حرام ہی ہے اور چودھری کو جو پہلے لینا حرام تھا اس کی وجہ بھی نیتِ رِشوت ہوگی؟

ارشاد: انسانی خواہش وہاں تک معتبر ہے جہاں تک نہی شرعی (یعنی: شرعی ممانعت) نہ ہو، رشوت شرع نے حرام فرمائی ہے وہ کسی کی خوشی سے حلال نہیں ہو سکتی، صحیح حدیث میں فرمایا: اَلرَّاشِیْ وَالْمُرْتَشِیْ فِی النَّار [8]۔ ترجمہ: رشوت لینے والا اور دینے والا دونوں جہنمی ہیں۔

---

[8] مجمع الزوائد، کتاب الاحکام، باب فی الرشاء، الحدیث ۷۰۲۷، ج۴، ص ۳۵۹۔

چودھری جو صلح ہو جانے پر صلح کرانے کا معاوضہ لیتے ہیں وہ رشوت نہیں ہے، بلکہ ایک ناجائز اُجرت ہے۔ جاہلانِ بے خِرد ایسی جگہ حق کا لفظ بولتے ہیں یہاں تک کہ رشوت خوار بھی یہی کہتا ہے کہ ہمارا حق دلوایئے، یہ "کفر" ہے کہ حرام کو حق کہا۔ وَرع کا مرتبہ وہی ہے جو تم نے کہا کہ ظاہر انداز سے مظنون ہوتا ہے کہ اس کا یہ دینا حقیقۃً خوشی سے نہ ہوا، اگرچہ بظاہر صاف کہہ رہا ہے کہ میں خوشی سے دیتا ہوں، مگر شریعتِ مطہرہ میں زبان مُظْهِرِ مَافِي الضَّمِير مانی گئی ہے، وہ جو کچھ ہے قیاسی دلالت ہے اور یہ کہ خوشی سے دیتا ہوں صریح تصریح ہے اور "فتاویٰ قاضی خاں" وغیرہ میں مُصرّح ہے: الصَّرِيحُ يَفُوقُ الدَّلَالَةَ صریح کے آگے دلالت نہ لی جائے گی۔

فقہ میں بہت مسائل اِس پر مبنی ہیں کہ "خانیہ" و "ہندیہ" و "دُرِّ مختار" میں ہیں اور تمام "کتاب حِیَل" کی بنا ہی اس پر ہے ورنہ اصل غرضِ قلبی اس عقدِ ملفوظ کے مطابق نہیں ہوتی۔ درزی سے کپڑا سلوایا اور اُجرت دینے کا کچھ ذکر نہ آیا اُجرت واجب ہوگئی کہ اس کا پیشہ ہی دلیلِ اجرت ہے لیکن اگر اُس نے کہہ دیا تھا کہ میں تم سے اُجرت نہیں چاہتا اب نہیں لے سکتا، اگرچہ دوستانہ میں کہا ہو۔ اگرچہ ایسی صورت میں غالباً یہ کہنا دل سے نہیں ہوتا بلکہ محض مُروّت ولحاظ سے، حتی الامکان مسلمان کا حال صلاح پر محمول کرنا واجب ہے۔ قیاس سے ٹھہرالینا کہ اس نے خوشی سے دینا جھوٹ کہا اس کی طرف تین کبیروں کی نسبت ہے، ایک تو جھوٹ، دوسرے دھوکا دینا کہ دیا ناراضی سے اور اس پر رضا ظاہر کی، تیسرے حرام مال دینا جس کا لینا حرام ہے دینا بھی حرام ہے۔ لہٰذا اس کا قول واقعیت پر محمول کریں گے[9]۔

---

[9] ملفوظاتِ اعلیٰ حضرت، ص ۱۱۳۔ ۱۱۴۔

سود ورشوت کے مال سے نیک کام کرنا کیسا؟

مسئلہ ۲۶۱ : از اوجین مکان میر خادم علی اسسٹنٹ مرسلہ ملاحاجی یعقوب علی خاں ۲۱ ذیقعدہ ۱۳۱۱ھ

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص کے نزدیک تمام وکمال روپیہ از قسم سود ورشوت ہے۔ تو اس قسم کے اموال پر زکوۃ عائد ہوتی ہے یا نہیں؟ اور ایسے مال وزر سے اقسام نیاز بزرگان وادائے حج درست ہے یا ممنوع؟ اور اس روپیہ کی تبدیل کی صورت ہو سکتی ہے یا نہیں؟ بیان فرمائیں بعبارت کُتُب، رحمۃ اللہ علیہم اجمعین۔

جواب: سود ورشوت اور اسی قسم کے حرام وخبیث مال پر زکوۃ نہیں کہ جن جن سے لیا ہے اگر وہ لوگ معلوم ہیں تو انھیں واپس دینا واجب ہے۔ اور اگر معلوم نہ رہے تو کُل کا تصدُّق کرنا واجب ہے۔ چالیسواں حصہ دینے سے وہ مال کیا پاک ہو سکتا ہے جس کے باقی انتالیس حصے بھی ناپاک ہیں،

در مختار میں ہے [۱۰]: لا زکوۃ لو کان خبیثاً کما فی "النهر" من "الحواشی السعدیة"۔ ترجمہ: "اگر تمام مال خبیث ہو تو اس پر زکوۃ نہ ہو گی جیسا کہ "نہر" میں "حواشی سعدیہ" سے منقول ہے" [۱۱]۔

---

[۱۰] الدر المختار، کتاب الزکوۃ، باب زکوۃ الغنم، مطبع مجتبائی دہلی، ج ۱، ص ۱۳۴۔

[۱۱] فتاوی رضویہ، ج ۱۹، ص ۶۵۴ ـ ۶۵۷۔

حج اور رشوت کے مسائل

حلال مال میں رشوت کا مال ہو تو حج کا حکم:

ا۔ سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسائل ذیل میں موافق حکم شرع شریف بموجب قرآن وحدیث عقائد اہلِ سنت ارشاد فرمائے اللہ تعالیٰ اجر عظم عطا فرمائے:

جس کے پاس روپیہ تنخواہ ورشوت وغیرہ کا شامل ہو اور اس کے خرچ خانگی وغیرہ سے فاضل ہو تو اس شخص پر حج بیت اللہ شریف فرض ہے یا نہیں؟ اگر فرض ہے تو اس روپے سے حج ادا ہو گا یا نہیں؟ اگر نہیں ادا ہو گا تو اس کے واسطے کیا صورت ہونی چاہئے کہ جس سے حج بھی ادا ہو جائے اور ثواب کا بھی مستحق ہو؟

جواب: اگر اس کے پاس مال حلال کبھی اتنا نہ ہوا جس سے حج کر سکے اگرچہ رشوت کے ہزار ہا روپے ہوئے تو اس پر حج فرض ہی نہ ہوا کہ مالِ رشوت مثل مغصوب ہے وہ اس کا مالک ہی نہیں، اور اگر مال حلال اس قدر اس کے پاس ہے یا کسی موسم میں ہوا تھا تو اس پر حج فرض ہے مگر رشوت وغیرہ حرام مال کا اس میں صرف کرنا حرام ہے اور وہ حج قابل قبول نہ ہو گا اگرچہ فرض ساقط ہو جائے گا، حدیث میں ارشاد ہوا: جو مالِ حرام لے کر حج کو جاتا ہے جب وہ لبیک کہتا ہے، فرشتہ جواب دیتا ہے:

لَا لَبَّيْكَ وَلَا سَعْدَيْكَ حَتّٰى تَرُدَّ مَا فِيْ يَدَيْكَ وَحَجُّكَ مَرْدُوْدٌ عَلَيْكَ[۱۲]۔

---

[۱۲] ارشاد الساری الی مناسک لملا علی قاری، باب المتفرقات، دار الکتاب العربی، بیروت ص ۳۲۳۔

ترجمہ: "نہ تیری حاضری قبول نہ تیری خدمت قبول، اور تیرا حج تیرے منہ پر مردود، جب تک تو یہ حرام مال جو تیرے ہاتھ میں ہے واپس نہ دے"۔

اس کے لیے چارہ کار یہ ہے کہ قرض لے کر فرض ادا کرے[۱۳]۔

۲۔ اگر حاجی کو امن کے لیے کچھ رشوت دینا پڑے جب بھی جانا واجب ہے اور یہ اپنے فرائض ادا کرنے کے لیے مجبور ہے لہٰذا اس دینے والے پر مؤاخذہ نہیں۔ (در مختار، ردالمحتار)

شادی بیاہ سے متعلق رشوت کی بعض صورتیں:

۳۔ سوال: بعض لوگ اپنی لڑکیاں اس ملک میں ہزار دو ہزار روپیہ لے کر کفو یا غیر کفو سے نکاح کر دیتے ہیں اس میں بعض وقت عمر کا بھی خیال نہیں رکھتے یعنی جو شخص زائد رقم دے اس سے نکاح کر دیتے ہیں، آیا ایسی رقم کا لینا والدین کے حق میں مباح ہے یا نہیں اگرچہ والدین غریب ہوں اور اس طرح یہ رقم لے کر غیر کفو یا بڑی عمر والے کے ساتھ نکاح کر دینا درست ہے یا نہیں؟

جواب: مال کے سبب اپنی اولاد کا نکاح غیر کفو سے اس کے حق میں بدخواہی ہے، اور یہ روپیہ رشوت میں داخل ہے۔ "فتاوٰی خیریہ" میں اس جزئیہ پر بحث فرمائی ہے۔ واللہ تعالٰی اعلم[۱۴]۔

۴۔ سوال: عرف وعادت کے مطابق دینا اور لینا جو کہ شادی بیاہ کے انتظامی مصالح کے لیے مروج ومانوس ہے شرع شریف کی رُو سے جائز ہے یا نہیں، اگر کوئی چیز یا

---

[۱۳] فتاوٰی رضویہ، ج ۱۰، ص ۷۰۶۔۷۰۹۔

[۱۴] فتاوٰی رضویہ، ج ۱۱، ص ۲۷۷۔۲۷۹۔

نقدی اپنے علاقے کے رواج کے مطابق خاطب (پیغامِ نکاح دینے والا) اور نا کح سے لی جائے چاہے مشروط ہو یا غیر مشروط، جیسا کہ بنگال اور برہما کے علاقوں میں زمانہ قدیم سے دستور چلا آرہا ہے کہ عقد نکاح سے پہلے خاطب و نا کح سے شادی اور نکاح کے لئے ضروری سامان کے طور پر لیتے ہیں جس سے ان کے مراد پان کے پتّے، سپاری، چھالیہ، دہی، شکّر، اور فریقین کے احباب کی دعوت کا خرچہ ہوتا ہے، کیا یہ جائز ہے یا ناجائز، بنگال و برہما کے بعض علماء کہتے ہیں کہ اس طرح لینا جائز نہیں کیونکہ یہ رشوت ہے اور رشوت کی رقموں میں داخل ہے، کیا ان کا قول صحیح ہے یا نہیں؟ بحوالہ کتاب بیان فرمائیں جزاء وحساب کے روز بہت عطا فرمانے والے معبود سے اجر پائیں۔

جواب: رشوت وُہ ہے جو بعض قوموں میں رائج ہے کہ اپنی بیٹی یا بہن کا رشتہ کسی سے اس وقت تک نہیں کرتے جب تک خاطب سے اپنے لئے کوئی چیز حاصل نہ کرلیں، نیز رشوت وُہ ہے کہ کوئی شخص اپنے زیر ولایت لڑکی کا رشتہ تو کردے مگر اپنے لئے کچھ لئے بغیر وہ لڑکی شوہر کے حوالے نہ کرے۔ "بزازیہ" میں ہے کہ بھائی نے اپنی بہن کی شادی کرنے سے اس وقت تک انکار کیا جب تک کہ اس کو کُچھ دیا نہ جائے چنانچہ اس کو کُچھ دے دیا گیا تو دینے والے کو یہ حق حاصل ہے کہ وُہ اس بھائی سے واپس لے چاہے وُہ دی گئی شے اُس کے پاس موجود ہو یا ہلاک ہو چکی ہو کیونکہ وُہ رشوت ہے الخ[۱۵]۔

"تنویر الابصار"، "درمختار" اور "رد المحتار" میں ہے کہ عورت والوں نے رخصتی کے وقت کوئی شے وصول کی بایں طور کہ عورت کے بھائی وغیرہ نے کچھ لئے بغیر وہ عورت

---

[۱۵] فتاوی بزازیہ علی ہامش فتاوٰی ہندیۃ، باب المہر، نورانی کتب خانہ پشاور، ج۴، ص۱۳۶۔

شوہر کے حوالے کرنے سے انکار کر دیا تو شوہر وہ شیٔ واپس لے سکتا ہے کیونکہ وُہ رشوت ہے، مگر وُہ جو تحفہ، ہدیہ اور امداد کے طور پر متعارف ہے کہ اسکو دعوت وغیرہ میں خرچ کریں وُہ ہرگز رشوت و حرام نہیں ہے[۱۶]۔

"فتاویٰ خیریہ" میں ہے[۱۷] کہ ایک شخص نے دوسرے کو اس کی بہن سے نکاح کا پیغام دیا اور اُس کو کوئی شیٔ دی جس کو ملاک کہا جاتا ہے اور کچھ درہم بھی دیئے کہ عورت والوں کی عادت اُس سے کھانا تیار کرنے کی ہے، اگر اُس نے ان کو کھانا تیار کرنے اور لوگوں کو کھلانے کی اجازت دی ہے تو ایسا ہی ہے جیسے اس نے بذاتِ خود اپنی طرف سے لوگوں کو کھانا کھلایا ہو لہٰذا اس میں رُجوع نہیں کر سکتا۔ اس مسئلہ کی پُوری تحقیق فقیر کے "فتاویٰ" میں مذکور ہے، اور اللہ سبحانہ و تعالیٰ خوب جانتا ہے[۱۸]۔

۵۔ سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ نسبت یا نکاح کے وقت جو روپیہ لوگ لیتے ہیں حلال ہے یا نہیں؟

جواب: اگر وُہ روپیہ دینے والا اس لیے دیتا ہے کہ اس کے لالچ سے میرے ساتھ نکاح کر دیں جب تو وہ رشوت ہے اس کا دینا لینا سب ناجائز و حرام۔

فی "الهندية": أنفق على طمع أن يتزوّجها. قال الأستاذ قاضی خان: الأصح أنه يرجع عليها زوجت نفسها أو لم تزوج؛ لأنها رشوة. اهـ[۱۹] ملخصًا۔

---

[۱۶] الدر المختار، باب المهر، مطبع مجتبائی دہلی، ج ۱، ص ۲۰۳۔
رد المحتار، باب المهر، دار احیاء التراث العربی بیروت، ج ۲، ص ۳۶۶۔

[۱۷] الفتاویٰ الخیریة، باب المهر، دار المعرفة بیروت، ج ۱، ص ۶۷۔

[۱۸] الفتاویٰ الهندیة، کتاب الهبة، نورانی کتب خانہ کراچی، ج ۴، ص ۴۰۳۔

[۱۹] ایضاً۔

ترجمہ: "فتاویٰ ہندیہ" میں ہے کہ مرد نے کسی عورت کو اس طمع پر خرچہ دیا کہ وہ اس سے نکاح کرے گی تو امام استاذ (قاضی خاں) نے فرمایا کہ اصح یہی ہے کہ وُہ اس عورت سے واپس لے سکتا ہے وہ عورت اس سے نکاح کرے یا نہ کرے کیونکہ یہ رشوت ہے اھ ملخصاً۔

یُوں ہی اگر اولیائے عورت نے کہا کہ اتنا روپیہ ہمیں دے تو تجھ سے نکاح کر دیں گے ورنہ نہیں جیسا کہ بعض دہقانی جاہلوں میں کفار ہنود سے سیکھ کر رائج ہے تو یہ بھی رشوت وحرام ہے،

فی "الهندية": خطب امرأة بيت أخيها فأبى أن يدفعها حتى يدفع دراهم فدفع وتزوجها يرجع بما دفع؛ لأنها رشوة كذا في "القنية"[20]۔

ترجمہ: "فتاویٰ ہندیہ" میں ہے کہ مرد نے کسی عورت کو اس کے بھائی کے گھر پیغامِ نکاح بھیجا تو اس کے بھائی نے اس شرط پر نکاح دینے کا اظہار کیا کہ وہ اس عورت کے بھائی کو کچھ درہم دے تو اس شخص نے وہ درہم دے دئے تو اس کے بھائی نے اس کا نکاح اس مرد سے کر دیا اب وہ درہم واپس لے سکتا ہے کیونکہ یہ رشوت ہے۔ ایسے ہی "قنیہ" میں بھی ہے۔

اور اگر یہ صورتیں نہیں بلکہ رسم ہے کہ نکاح سے پہلے دُولہا کی طرف سے کچھ روپیہ دُلہن کی طرف جائے جیسے ہمارے بلاد میں گہنا اور جوڑا جاتا ہے جسے چڑھاوا کہتے ہیں، اگر نکاح ہو جائے تو ہو جائے ورنہ وُہ مال واپس دیا جائے تو اس میں کچھ حرج نہیں، اور اس کا وہی حکم ہے کہ اگر نکاح ٹھہرے گا تو واپس دیا جائے گا[21]۔

---

[20] الفتاویٰ الھندیہ، کتاب الھبۃ، نورانی کتب خانہ کراچی، ج ۴، ص ۴۰۳۔

[21] فتاویٰ رضویہ، ج ۱۲، ص ۲۸۴-۲۸۶۔

۶۔ **سوال:** کیا فرماتے ہیں علمائے دین کہ عبد الرحمٰن نے مبلغ دو سو روپے مجھ سے لے کر بخوشی استعفاء دے دیا اپنی بی بی کو، اب اس میں نکاح ابھی ہو سکتا ہے یا نہیں؟ یا بعد عدت عورت کے، تین سال سے بیوی اپنی ماں کے مکان پر تھی اس اثناء میں خاوند استعفاء دے گیا۔

جواب: جب تک عدت نہ گزرے نکاح کا پیام دینا حرام قطعی ہے، اور وہ روپیہ کہ دیا رشوت تھا، دینا لینا دونوں حرام تھا۔ عبد الرحمٰن پر لازم ہے کہ وہ روپیہ فدا حسین کو واپس دے، واللہ تعالیٰ اعلم [۲۲]۔

اسٹامپ پیپر کی زیادہ قیمت لینا کیسا؟

۷۔ **سوال:** کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ قیمت مقررہ اسٹامپ سے زیادہ لینا رشوت ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا

جواب: یہ رشوت نہیں بلکہ اپنی خرید پر نفع لینا ہے مگر کلام اس میں ہے اسٹامپ بیچنا خود ہی کراہت سے خالی معلوم نہیں ہوتا، واللہ تعالیٰ اعلم [۲۳]۔

بہارِ شریعت سے ماخوذ احکام رشوت:

وارث رشوت کا مال کیا کرے؟

جس شخص نے ظلم یا رشوت کے طور پر مال حاصل کیا ہو، مرنے کے بعد اس کا مال ورثہ کو نہ لینا چاہیے کہ یہ مال حرام ہے۔ بلکہ ورثہ یہ کریں کہ اگر معلوم ہے کہ یہ مال

---

[۲۲] فتاویٰ رضویہ، ج۱۳، ص۳۱۹۔۳۲۰۔

[۲۳] فتاویٰ رضویہ، ج۱۷، ص۶۴۹۔

فلاں کا ہے تو جس سے مورث نے حاصل کیا ہے، اسے واپس دے دیں اور معلوم نہ ہو کہ کس سے لیا ہے تو فقرا پر تصدق کر دیں کہ ایسے مال کا یہی حکم ہے۔ (ردالمحتار حصہ ۱۶)

قضا سے متعلق احکام:

مسئلہ ۳۲: قاضی کو ہدیہ قبول کرنا ناجائز ہے کہ یہ ہدیہ نہیں ہے بلکہ رشوت ہے جیسا کہ آج کل اکثر لوگ حکام کو ڈالی کے نام سے دیتے ہیں اور اس سے مقصود صرف یہی ہوتا ہے کہ اگر کوئی معاملہ ہو گا تو ہمارے ساتھ رعایت ہو گی۔ قاضی کو اگر یہ معلوم ہو کہ اس کی چیز پھیر دی جائے گی تو اسے تکلیف ہو گی تو چیز کو لے لے اور اُس کی واجبی قیمت دے دے، کم قیمت دے کر لینا بھی ناجائز ہے اور اگر کوئی شخص ہدیہ رکھ کر چلا گیا معلوم نہیں کہ وہ کون تھا اُس کا مکان دور ہے پھیرنے میں دقت ہے تو بیت المال میں یہ چیز داخل کر دے خود نہ رکھے جب دینے والا مل جائے اُسے واپس کر دے۔ (در مختار)

مسئلہ ۳۳: جس طرح ہدیہ لینا جائز نہیں ہے دیگر تبرعات بھی ناجائز ہیں مثلاً قرض لینا، عاریت لینا، کسی سے کوئی کام مفت کرانا بلکہ واجبی اُجرت سے کم دے کر کام لینا بھی جائز نہیں۔ (ردالمحتار)

مسئلہ ۳۴: واعظ و مفتی و مدرس و امام مسجد ہدیہ قبول کر سکتے ہیں کہ ان کو جو کچھ دیا جاتا ہے وہ ان کے علم کا اعزاز ہے کسی چیز کی رشوت نہیں ہے۔ اگر مفتی کو اس لیے ہدیہ دیا کہ فتوے میں رعایت کرے تو دینا لینا دونوں حرام اور اگر فتوی بتانے کی اُجرت ہے تو یہ بھی حلال نہیں۔ ہاں لکھنے کی اُجرت لے سکتا ہے مگر یہ بھی نہ لے تو بہتر ہے۔ (در مختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۳۶: رشتہ دار یا جس کی عادت پہلے سے ہدیہ دینے کی تھی ان دونوں کے ہدیے قاضی کو قبول کرنا اُس وقت جائز ہے جب کہ ان کے مقدمات اس قاضی کے یہاں نہ

ہوں ورنہ دوران مقدمہ میں ہدیہ، ہدیہ نہیں بلکہ رشوت ہے ہاں بعد ختم مقدمہ دینا چاہے تو دے سکتا ہے۔ (در مختار، ردالمحتار)

حصہ ۱۶ سے ماخوذ چند احکام:

مسئلہ ۲۹: بھیڑ بکریوں کے چرواہے کو اس لیے کچھ دے دینا کہ وہ جانوروں کو رات میں اس کے کھیت میں رکھے گا کیونکہ اس سے کھیت درست ہو جاتا ہے، یہ ناجائز و رشوت ہے اگرچہ یہ جانور خود چرواہے کے ہوں اور اگر کچھ دینا نہیں ٹھہرا ہے جب بھی ناجائز ہے کیونکہ اس موقع پر عرفاً دیا ہی کرتے ہیں، تو اگرچہ دینا شرط نہیں مگر مشروط ہی کے حکم میں ہے۔

اس کے جواز کی یہ صورت ہو سکتی ہے کہ مالک سے ان جانوروں کو عاریت لے لے اور مالک چرواہے سے یہ کہدے کہ تو اس کے کھیت میں جانوروں کو رات میں ٹھہرانا۔ اب اگر چرواہے کو احسان کے طور پر دینا چاہے تو دے سکتا ہے ناجائز نہیں اور اگر مالک کے کہنے کے بعد بھی چرواہا مانگتا ہے اور جب تک اسے کچھ نہ دیا جائے ٹھہرانے پر راضی نہ ہو، تو یہ پھر ناجائز و رشوت ہے۔ (عالمگیری)

وَاللّٰہُ سُبْحَانَہُ وَتَعَالیٰ أَعْلَمُ

وَصَلَّی اللّٰہُ عَلیٰ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلیٰ آلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَسَلَّمَ تَسْلِیْمًا.

آمِیْن یَا رَبَّ الْعَالَمِیْن.

فِیْ بَیَانِ الرِّشْوَۃِ وَ اَقْسَامِھَا لِلْقَاضِیْ وَغَیْرِہٖ

رشوت

اَقسام اور اَحکام

مقدمۂ مؤلف

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ يَنْصُرُ الْحَقَّ وَلَوْ بَعْدَ حِيْنٍ، وَيُظْهِرُ الصِّدْقَ وَيَفْضَحُ الْكَاذِبِيْنَ، وَيَنْشُرُ الْعَدْلَ فِي الْحَقِّ وَيَقْمَعُ الْمُبْطِلِيْنَ. وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى أَشْرَفِ الْمُرْسَلِيْنَ وَعَلَى آلِهِ وَصَحْبِهِ أَجْمَعِيْنَ [۲۴]

اَمَّا بَعْدُ:

شیخ زین الدین بن نجیم حنفی مصری محقق بحر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

یہ مختصر رسالہ رشوت اور اُس کی اقسام کے بارے میں ہے۔ اس کے ذیل میں یہ اُمور بھی ذکر کیے گئے ہیں:

۱۔ قاضی (حاکم) کے لیے کیا لینا جائز ہے اور کیا ناجائز۔

۲۔ رشوت کی کو سی قسم حلال اور کون سی حرام ہے۔

۳۔ رشوت اور تحفہ میں فرق کا بیان۔

۴۔ کیا رشوت ملکیت بنتی ہے؟

اور ۵۔ کیا تعزیر تشہیر کر کے دی جائے گی؟

سببِ تالیف:

اس کی تالیف پر مجھے میرے کچھ احباب نے ترغیب دلائی، جب ہمارے زمانے میں ایک استفتاء اس ضمن میں آیا۔ بعض حنفی مفتیانِ کرام نے اس کا جواب خلافِ منقول

---

[۲۴] ترجمہ: ''تمام تعریف اللہ تعالیٰ کے لیے ہے، جو حق کی مدد فرماتا ہے اگرچہ کچھ دیر سے ہی ہو، وہ سچائی کو غالب کرتا ہے اور جھوٹوں کو رسوا اور حق میں عدل کو عام کرتا ہے اور باطل پرستوں کا خاتمہ کرتا ہے، خوب درود و سلام ہو انبیاء و رسل میں سب سے زیادہ شرف والے نبی پر، آپ کی تمام آل و اصحاب پر بھی''۔

دیا، اُن کا گمان یہ تھا کہ قاضی کے لیے رشوت لینے کا حکم، امیر کے رشوت لینے کی طرح ہے، میں اللہ تعالیٰ ہی سے دعا کرتا ہوں کہ وہ اس تالیف کو خالصۃً اپنی رضا کے لیے بنادے، میں کہتا ہوں:

رشوت کی تعریف:

لفظ رشوت کے دو معانی ہیں لغوی اور اصطلاحی۔

رشوت کا لغوی معنی:

لغت میں اس کا معنی: مزدوری (کمیشن) کے ہیں، "قاموس" میں ہے: رشوت کا معنی ہے مزدوری، اس کی جمع رُشَا اور رِشَا آتی ہے۔ رَشَاهُ کا معنی ہوگا: اُس نے مزدوری دی، اور اِرْتَشَی کا معنی ہوگا: اُس نے مزدوری لی۔ اِسْتَرْشَی کا معنی ہوگا: اُس نے مزدوری مانگی، اھ۔

"مصباح منیر" میں ہے: راء کے زیر کے ساتھ لفظ رِشوت کا معنی ہے: وہ (مال وغیرہ) جسے کوئی شخص حاکم وغیرہ کو دیتا ہے، تاکہ فیصلہ اُس کے حق میں دے دے، یا جو وہ چاہتا ہے اُس سے کروالے، اس کی جمع رِشَا آتی ہے، جیسے سِدْرَة کی جمع سِدَر۔ رُشوت راء کے پیش کے ساتھ بھی ایک لغت ہے، اس کی جمع رُشَا، راء کے پیش کے ساتھ آتی ہے۔ یہ باب قَتَلَ کے وزن پر ہے، مثلاً کہا جاتا ہے: رَشَوْتُهُ رِشْوًا فَارْتَشَی، یعنی: میں نے اُسے رشوت دی اور اُس نے لے لی۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ "رَشَا الْفَرْخُ إِذَا مَدَّ رَأْسَهُ إِلَى أُمِّهِ لِتَزُقَّهُ" یعنی: چوزے کا اپنی ماں کی طرف دانا کھانے کے لیے سر بڑھانا۔

"مغرب" میں ہے: الرِّشْوَةُ: راء کے زیر اور زبر کے ساتھ اس کی جمع "الرُّشَی" آتی ہے، جب کوئی کسی کو رشوت دے تو کہا جاتا ہے: "قَدْ رَشَاهُ"، اور جب کوئی کسی سے رشوت لے تو کہا جاتا ہے: "اِرْتَشَی مِنْهُ"، انتہی۔

اصطلاحی تعریف:

رہا اصطلاحی تعریف کا معاملہ تو جو "مصباح منیر" کے حوالے سے گزرا وہ رشوت کی اصطلاحی تعریف ہے۔ امام ابو نصر بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے "شرح قدوری" میں ذکر کیا ہے:

رشوت اور ہدیہ میں فرق یہ ہے کہ آدمی رشوت اپنی مدد کروانے کے لیے دیتا ہے، جبکہ ہدیہ میں کوئی شرط نہیں ہوتی، اھ۔

رشوت کا حکم:

رشوت، قرآن، سنت اور اجماع کی رو سے حرام ہے۔ جہاں تک دلیلِ قرآنی کا تعلق ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے:

۱۔ يَآاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ۔ [النساء ۴: (۲۹)]

ترجمہ: "اے ایمان والو! آپس میں ایک دوسرے کے مال ناحق نہ کھاؤ"۔

امام قاضی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "باطل" سے مراد وہ ہے جسے شریعت نے جائز نہ کیا ہو، جیسے غصب، سود اور جوا۔

۲۔ وَلَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ وَ تُدْلُوْا بِهَآ اِلَى الْحُكَّامِ لِتَاْكُلُوْا فَرِيْقًا مِّنْ اَمْوَالِ النَّاسِ بِالْاِثْمِ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝ [البقرۃ ۲: (۱۸۸)]

ترجمہ: "اور آپس میں ایک دوسرے کا مال ناحق نہ کھاؤ اور نہ حاکموں کے پاس ان کا مقدمہ اس لیے پہنچاؤ کہ لوگوں کا کچھ مال ناجائز طور پر کھالو جان بوجھ کر

امام بقاعی اپنی کتاب "المناسبات" میں کہتے ہیں: ﴿تُدْلُوْا بِهَآ﴾ کا معنی ہے کہ تم لوگ حکام کے پاس خفیہ مال بطور رشوت لے کر نہ جاؤ، کہ یہ رشوت بصیرت کو اندھا کر دینے والی ہے۔

امام شمس الائمہ حلوانی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: اِدْلَاءٌ کا معنی ہے: پانی نکالنے کے لیے پوشیدہ طور پر ڈول کنوئیں میں ڈالنا آتا ہے، گویا کہ رشوت دینے والا رشوت کا ڈول پوشیدہ طور پر حاکم کے پاس پہنچاتا ہے تا کہ وہ اُس کے ظلم کے ذریعے سے مال کھا سکے، اھ۔

جہاں تک سُنت کا تعلق ہے تو اس بارے میں بے شمار احادیث ہیں، جن میں سے چند یہ ہیں، رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم فرماتے ہیں:

۱۔ "اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو رشوت دینے اور لینے والے پر"۔

۲۔ "اللہ تعالیٰ فیصلہ میں رشوت دینے اور لینے والے پر لعنت فرماتا ہے"۔

۳۔ "اللہ تعالیٰ لعنت فرماتا ہے رشوت دینے اور لینے والے پر اور ان دونوں کے درمیان معاملہ کروانے والا دلال ہے"، اسی طرح "الجامع الصغیر" میں حرفِ لام کے تحت ہے۔

رشوت کی جائز اور ناجائز اقسام کا بیان:

جہاں تک رشوت کی جائز اور ناجائز اقسام کا تعلق ہے، تو امام فخر الدین قاضی خان رحمۃ اللہ علیہ اپنے "فتاویٰ" کی کتاب القضاء میں فرماتے ہیں: رشوت کی چار اقسام ہیں:

۱۔ وہ جو دونوں جانب سے حرام ہے۔

مثلاً: جب کوئی منصبِ قضا پر رشوت دے کر آیا تو وہ قاضی نہیں ہو گا اور یہ رشوت لینے والے اور قاضی دونوں کے لیے حرام ہے۔

جب قاضی کو رشوت اس لیے دی کہ فیصلہ اُس کے حق کرے۔

حکم: یہ رشوت بھی دونوں جانب سے حرام ہے، چاہے فیصلہ بر حق ہو یا ناحق۔

۲۔ جب کسی نے اپنی جان یا مال کے خوف سے رشوت دی۔

حکم: یہ لینے والے پر حرام، دینے والے پر نہیں۔ اسی طرح جب (کسی ظالم نے) کسی دوسرے کے مال کی طمع کی اور اُس نے کچھ مال بطور رشوت دے دیا، تو لینے والے پر حرام ہوگی نہ کہ دینے والے پر۔

۳۔ جب کسی نے سلطان کے ہاں اپنے معاملے کو درست کروانے کے لیے رشوت دی، تو یہ دینا جائز ہے اور لینے والے کے لیے لینا ناجائز۔ اگر دینے والا چاہتا ہے کہ یہ لینے والے کے لیے بھی جائز ہو جائے تو وہ اُس سے ایک دن کا اجارہ کرلے اور جو چاہے اُس کے مطابق اُس سے کام کروائے، تو یہ اجارہ کرنا صحیح ہے۔ پھر مستاجر چاہے تو اسے اس کام میں استعمال کرے چاہے تو کسی اور کام میں۔ یہ حکم اُس وقت ہے جب ابتداہی میں سلطان کے ہاں اپنا معاملہ درست کروانے کے لیے اُسے رشوت دی ہو۔

اگر اُس سے اپنا معاملہ درست کروانے کے لیے کہا اور رشوت کا ذکر نہیں کیا، معاملہ حل ہونے کے بعد کچھ دیا تو اس میں مشائخ کا اختلاف ہے:

کچھ علماء نے کہا: اُس کا لینا جائز نہیں ہے، جبکہ کچھ علماء نے کہا: جائز ہے اور یہی صحیح ہے، کیونکہ یہ نیکی اور احسان کا بدلہ ہے، لہٰذا اس کے لیے جائز ہے، جیسا کہ لوگوں نے امام ومؤذن کے کچھ مقرر کیا ہوا ہے اور وہ بغیر شرط کے دیں تو یہ عمدہ کام ہے۔

جیسا کہ قاضی کا رشوت لینا جائز نہیں ہے اسی طرح کسی اجنبی سے، جو فیصلہ کروانے سے پہلے اسے ہدیہ نہیں دیا کرتا تھا، ہدیہ لینا بھی جائز نہیں ہے، یہی حکم قرض اور عاریۃً کسی چیز کے لینے کا ہے، اھ۔ اور کتاب الوصایا میں ہے: علماء نے فرمایا: اپنی جان اور مال سے ظلم دور کرنے کے لیے مال دینا، دینے والے کے حق میں رشوت نہیں ہے، جبکہ دوسرا پر آتا اپنا حق نکلوانے کے لیے مال خرچ کرنا رشوت ہے۔

"خلاصۃ الفتاویٰ" میں ہے: "جب قاضی رشوت لے کر فیصلہ کرے، یا فیصلہ کر کے رشوت لے، یا قاضی کا بیٹا رشوت لے یا وہ لے جس کی گواہی قبول نہیں ہوتی، تو ایسے میں قاضی کا فیصلہ نافذ نہ ہوگا، پس اگر توبہ کر کے رشوت کا مال واپس کر کے تو وہ اپنے فیصلہ پر ہی رہے گا"۔

"کتاب الاقضیہ" میں ہے: ہدیہ کی تین اقسام ہیں:

۱۔ جو دینے اور لینے والے کے لیے حلال ہے اور یہ محبت کے لیے ہدیہ دینا ہے۔

۲۔ جو دینے اور لینے والے کے لیے حرام ہے اور یہ ظلم پر اِعانت کے لیے ہدیہ دینا ہے۔

۳۔ دینے والے کی جانب سے حلال ہے، اور یہ اپنے آپ سے ظلم دور کرنے کے لیے دینا ہے، یہ لینے والے کے لیے حرام ہے۔

اس کے جواز کا طریقہ یہ ہے کہ اپنے پاس کام کے لیے اُس کو تین یا زیادہ دن کے لیے اجیر رکھ لے، پھر اُسے جائز کام کے لیے استعمال کرے مثلاً: ڈاک پہنچانے کے لیے وغیرہ۔ اگر اس اِجارہ میں مدت کا تعین نہ کیا تو جائز نہیں۔

یہ حکم اُس صورت میں ہے جب ہدیہ دیتے وقت کوئی شرط لگائی، ہاں اگر ہدیہ دینا بلا کسی شرط کے تو ہو، لیکن وہ یہ جانتا ہے کہ یہ ہدیہ اسی لیے دے رہا ہے کہ سلطان کے ہاں اُس کی مدد کرے، تو ہمارے مشائخ کے نزدیک اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ اگر اُس کا کام بغیر کسی شرط کے کر دیا اور کچھ طمع بھی نہ رکھی، پھر بعد میں اُس نے ہدیہ دیا تو اس کے قبول کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ وہ جو سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے ایسا ہدیہ لینے کی کراہت منقول ہے، تو وہ بروجہِ تورّع ہے۔ انتہی، اور اسی طرح "بزازیہ" میں ہے۔

پھر فرمایا: اگر قاضی نے کوئی دفتر (دستاویز) لکھی یا کسی تقسیم کا ولی بنا اور اس کی اُجرت لی تو یہ جائز ہے، اور اگر کسی چھوٹی لڑکی کے نکاح کا ولی بنا تو کچھ بھی لینا جائز نہیں اس لیے کہ یہ اُس پر واجب ہے، اور جو چیز اُس کے ذمہ واجب ہو اُس پر اجر لینا جائز نہیں اور جو واجب نہیں اُس پر اجر لینا جائز ہے۔

امام بقالی سے اُس قاضی کے بارے میں منقول ہے کہ جو کہتا ہے کہ جب میں کسی کنواری کا عقد کرواؤں گا تو ایک دینار لوں گا اور اگر ثیبہ ہوئی تو آدھا دینار، تو اُس کے لیے یہ لینا جائز نہیں ہو گا اگر اُس لڑکی کا کوئی ولی نہ ہو، اور اگر اُس کا کوئی ولی ہو تو اب جائز ہے۔

اگر یتیم کا مال فروخت کیا تو کچھ (اُجرت) نہیں لے گا اور اگر کچھ لیا اور یتیم کو فروخت کی اجازت دی تو یہ نافذ نہیں ہو گا۔

"فتح القدیر" میں ہے: پھر رشوت کی چار اقسام ہیں۔

۱۔ جو لینے اور دینے والے کے لیے حرام ہے، جیسے منصبِ قضا وامارت پر فائز ہونے کے لیے رشوت دینا پھر اگر دے کر فائز ہوا تو قاضی نہیں کہلائے گا۔

۲۔ قاضی کا فیصلہ کرنے کے لیے رشوت لینا، یہ بھی دونوں جانب کے لیے حرام ہے، پھر اگر لے کر فیصلہ کیا تو اُس معاملہ میں نافذ نہ ہو گا جس میں رشوت لی، چاہے فیصلہ بر حق کیا ہو یا باطل۔ رہا بر حق میں بھی نافذ نہ ہونا تو اس لیے کہ یہ اُس پر واجب تھا، لہذا اس پر مال لینا جائز نہیں، رہا باطل کا فیصلہ تو ظاہر ہے کہ وہ نافذ ہی نہیں ہو گا۔ نیز اس میں بھی کوئی فرق نہیں کہ فیصلہ سے پہلے رشوت لے یا فیصلہ کے بعد۔

۳۔ سلطان کے ہاں اپنے معاملے کو درست کروانے کے لیے رشوت دینا چاہے ضرر دُور کرنے کے لیے ہو یا کسی نفع کے لیے، یہ لینے والے کے لیے ناجائز ہے دینے والے

کے لیے نہیں۔ "کتاب الاقضیہ" میں ہے: صاحب ہدایہ نے رشوت کی اقسام بیان کیں اور مذکورہ قسم کو بھی من جملہ اقسام میں شمار کیا ہے۔

۴۔ اپنی جان یا مال کے خوف سے کسی کو رشوت دینا، یہ دینے والے کے لیے حلال جبکہ لینے والے کے لیے حرام ہے، کیونکہ مسلمان سے ضرر دور کرنا واجب ہے اور ادائے واجب کے لیے مال لینا حرام ہے، انتہی ("فتح القدیر" کا کلام ختم ہوا)۔

"قنیہ" کی کتاب الکراہیہ میں ہے: ظالم لوگ موجودہ زمانے میں لوگوں کو ایندھن کے لیے لکڑیاں جمع کرنے سے منع کرتے ہیں اور کچھ لے کر اجازت دیتے ہیں، ایسی صورت میں کچھ دینا اور لینا حرام ہے اس لیے کہ یہ رشوت ہے۔ انتہی۔

اسی میں ہے: جو متعاشق ایک دوسرے کو دیتے ہیں وہ رشوت ہے، جو ملکیت نہیں بنتی۔ انتہی۔

ان معتمد نقول سے یہ مسئلہ محررہ ہوا کہ قاضی کا فیصلہ سے پہلے اور بعد میں رشوت لینا حرام ہے، نیز یہ بھی برابر ہے کہ فیصلہ بر حق کیا ہو یا باطل پر۔ اور یہ کہ قاضی کو ہدیہ دینا بھی رشوت کی طرح ہے، لہٰذا اس سے مستفاد ہوا کہ یہ بھی دونوں جانب سے حرام ہے۔

مسئلہ: اگر کوئی شخص قاضی کے پاس آیا اور اُسے مال دیا تاکہ اُس کے حق میں فیصلہ کرے یا قاضی فیصلہ تو اُسی کے حق میں کر چکا تھا، اب اس شخص نے اُسے مال دیا کیونکہ فیصلہ اس کے حق میں ہوا ہے، تو دینے والے نے حرام کا ارتکاب کیا، پس اگر قاضی اُسے قبول نہ کرے اور اُسے تعزیر اُسزا دینا چاہے تو دے سکتا ہے، اس لیے کہ علماء فرماتے ہیں: جس شخص نے بھی ایسا گناہ کیا جس میں کوئی حد[1] مقرر نہیں تو اس میں تعزیر واجب ہے۔

"بدائع الصنائع" میں ہے: تعزیر کا سبب کسی ایسے جرم کا ارتکاب کرنا ہے، جس میں شریعت کی طرف سے کوئی حد مقرر نہ ہو، چاہے جرم کا تعلق حق اللہ سے ہو یا حق العبد سے۔ رہا تعزیر واجب ہونے کی شرائط تو وہ صرف عقل مند ہونا ہے، لہٰذا ہر عاقل کو ہر اُس جرم کے ارتکاب میں تعزیر دی جاسکتی ہے جس میں کوئی حد مقرر نہ ہو، انتہی۔

اگر تم کہو: کیا قاضی اپنی ذات کی وجہ سے کسی پر تعزیر کا حکم دے سکتا ہے اور کیا اس بارے میں اُس کا قول مقبول ہو گا؟

میں کہتا ہوں: ہاں، اس لیے کہ "جامع الفصولین" وغیرہ میں ہے: جس کے خلاف فیصلہ ہوا تھا اُس نے قاضی سے کہا: تو نے رشوت لی تھی (حالانکہ نہیں لی تھی) تو قاضی اُسے تعزیر اً سزا دے سکتا ہے، انتہی۔

رہا کسی کو تشہیر کے ذریعے تعزیر دینا تو یہ جائز ہے، کیونکہ یہ بھی تعزیر کی ایک قسم ہے، دلیل امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا جھوٹی گواہی دینے والے کے بارے میں یہ قول ہے: ایسے شخص کی تعزیر یہ ہے کہ اس کی بر سر عام بازار میں لوگوں کے سامنے (جھوٹا ہونے کی) تشہیر کی جائے اور بس۔ صاحبین فرماتے ہیں: اسے تکلیف دی جائے اور بند کر دیا جائے۔

"فتح القدیر" میں فرمایا: امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے قول کا معنی یہ ہوا کہ میں نہ اسے تعزیر اً کوئی سزا دیتا ہوں اور نہ درے لگواتا ہوں۔ حاصل کلام یہ ہوا کہ ایسے شخص کی تعزیر پر تو اتفاق ہے تاہم امام صاحب صرف بازاروں میں اس کی تشہیرِ حال کو کافی قرار دیتے ہیں اور یہ اُس کے حق میں مار سے زیادہ سخت ہو، جبکہ صاحبین مارنے کا کہتے ہیں، انتہی۔

اسی طرح "عنایہ" وغیرہ میں ہے۔ علماء نے اس مسئلہ سے یہ استفادہ کیا کہ تشہیر بھی تعزیر کی ایک قسم ہے۔

اگر قاضی کسی مصلحت کی وجہ سے جھوٹے گواہ کے علاوہ کسی گواہ کی تعزیر میں تشہیر مناسب سمجھے تو کر سکتا ہے تاکہ فساد پیدا کرنے والوں کے لیے زجر کا سبب بنے، اس لیے کہ تعزیر کا معاملہ قاضی کی رائے پر منحصر ہے۔

اگر تم کہو: کیا قاضی مجرم کا چہرہ کالا اور سر اور قلمیں مونڈوانے کا اختیار بھی رکھتا ہے حالانکہ اس طرح کرنا مُثلہ کی طرح ہے جو ممنوع ہے؟

میں کہتا ہوں: اُسے اختیار ہے، نیز یہ مثلہ کی قسم میں سے نہیں ہے۔ اس کا جواب وہی ہے جو علماء نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے فعل کا جواب دیا ہے، ابن ابی شیبہ نے اپنی سند سے روایت کیا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے شام کے عمال کو جھوٹ کی گواہی دینے والوں کے بارے میں خط لکھا جس میں یہ بھی تھا: اسے چالیس دُرے لگائے جائیں، چہرہ سیاہ کر دیا جائے اور اس کا عمامہ اس کی گردن کے گرد باندھ دیا جائے اور سر مونڈھ کر اسے دیر تک قید میں رکھا جائے۔

امام عبد الرزاق اپنی "مصنّف" میں روایت کرتے ہیں: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جھوٹ کی گواہی دینے والے کے بارے میں یہ فیصلہ فرمایا کہ اُس کا چہرہ سیاہ کر دیا جائے اور اس کا عمامہ اس کی گردن کے گرد باندھ دیا جائے اور اسے قبائل میں پھرا جائے۔

"فتح القدیر" میں اس کے مُثلہ نہ ہونے کا یہ جواب دیا ہے کہ مُثلہ صرف اعضائے بدن وغیرہ کے کاٹنے میں ہوتا ہے، جو مستقل رہتا ہے، نہ کہ کسی عارض کے سبب جو دھونے سے ختم ہو جاتا ہے، انتھی۔

بعض مشائخ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اس فعل کا یہ جواب دیا کہ آپ نے یہ سیاسۃً کیا تھا، اگر حاکم وقت کسی مصلحت کے تحت ایسا کرے تو کر سکتا ہے۔

"فتح القدیر" میں اس قول کا یہ جواب دیا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا اپنے عمال کو خط لکھنا اس کی تردید کرتا ہے کہ ایسا سیاسۃً کیا ہو۔

رہا یہ کہ اس فعل کے سیاسۃً کرنے پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے چالیس دُرے لگانے سے استدلال کرنا اور اسے چالیس سے بڑھا کر حد میں نہ پہنچانا تو یہ کوئی چیز نہیں، اس لیے کہ (تعزیراً کتنے دُرے لگائے جائیں) اس میں اختلاف ہے، بعض اس کی اجازت دیتے ہیں، لہٰذا ممکن ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی رائے بھی یہی ہو، انتہی۔

اس سے مستفاد ہوتا ہے کہ سیاست یہ ہے کہ حاکم کسی مصلحتِ عامہ کے لیے کوئی کام کرے جو شریعت میں وارد نہ ہو۔ پس اگر قاضی تشہیرِ عام کو عامۃُ النّاس کے لیے مصلحت سمجھتا ہے تاکہ رشوت میں کمی آئے باوجودیہ کہ اس زمانے میں یہ کثرت سے پائی جاتی ہے، تو ایسا کرنے پر ثواب پائے گا اگرچہ اس کا حکم وارد نہیں ہوا ہو، پس کیوں کر یہ کرنا درست نہیں ہوگا حالانکہ جھوٹ کی گواہی دینے والے کے بارے میں اصل موجود ہے، انتہی۔

وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَحْدَهُ

وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلَّمَ.

وَرَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنِ الصَّحَابَةِ أَجْمَعِيْنَ.

رسالہ ختم ہوا۔

ترجمہ ۲۰ رمضان المبارک ۱۴۳۵ھ، بمطابق ۱۸ جولائی، ۲۰۱۴ء بعدِ عشاء مکمل ہوا۔

طلاقِ ثلاثہ

کا

شرعی حکم

از افادات

حضرت علامہ مفتی محمد عطاء اللہ نعیمی مدظلہ العالی

(رئیس دارالافتاء جمعیت اشاعت اہلسنّت، پاکستان)

مُرتّب

حضرت علامہ مولانا محمد عرفان قادری ضیائی مدظلہ العالی

(ناظم اعلیٰ جمعیت اشاعت اہلسنّت، پاکستان)

ناشر

جمعیت اشاعت اہلسنّت، پاکستان

نور مسجد، کاغذی بازار، میٹھادر، کراچی

رابطہ: 021-32439799، 0321-3885445

جمعیّت اشاعتِ اہلسنّت پاکستان کی سرگرمیاں

مدارس حفظ و ناظرہ

جمعیّت اشاعتِ اہلسنّت پاکستان

کے تحت صبح و رات کو حفظ و ناظرہ کے مختلف مدارس لگائے جاتے ہیں جہاں قرآن پاک حفظ و ناظرہ کی مفت تعلیم دی جاتی ہے۔

درس نظامی

جمعیّت اشاعتِ اہلسنّت پاکستان

کے تحت صبح اور رات کے اوقات میں ماہر اساتذہ کی زیرنگرانی درس نظامی کی کلاسیں لگائی جاتی ہیں۔

دارالافتاء

جمعیّت اشاعتِ اہلسنّت پاکستان

کے تحت مسلمانوں کے روزمرّہ کے مسائل میں دینی رہنمائی کے لئے عرصہ دراز سے دارالافتاء بھی قائم ہے۔

مفت سلسلہ اشاعت

جمعیّت اشاعتِ اہلسنّت پاکستان

کے تحت ایک مفت اشاعت کا سلسلہ بھی شروع ہے جس کے تحت ہر ماہ مقتدر علماء اہلسنّت کی کتابیں مفت شائع کر کے تقسیم کی جاتی ہے۔ خواہش مند حضرات نور مسجد سے رابطہ کریں۔

ہفتہ واری اجتماع

جمعیّت اشاعتِ اہلسنّت پاکستان

کے زیرِ اہتمام نور مسجد کاغذی بازار میں ہر پیر کو رات بعد نماز عشاء فوراً ایک اجتماع منعقد ہوتا ہے۔ جس میں مختلف علماء کرام مختلف موضوعات پر خطاب فرماتے ہیں۔

کتب و کیسٹ لائبریری

جمعیّت اشاعتِ اہلسنّت پاکستان

کے تحت ایک لائبریری بھی قائم ہے۔ جس میں مختلف علماء اہلسنّت کی کتابیں مطالعہ کے لئے اور کیسٹیں سماعت کے لئے مفت فراہم کی جاتی ہیں۔ خواہش مند حضرات رابطہ فرمائیں۔

روحانی پروگرام

تسکینِ روح اور تقویت ایمان کے لئے شرکت کریں

ہر شبِ جمعہ نمازِ تہجد اور ہر اتوار عصر تا مغرب ختم قادریہ اور خصوصی دعا